بسم اللہ الرحمن الرحیم

لے کے ناں میں سوہنڑے رب دا کراں کلام بیان
مہر محبت کرنے والا اُچا اُسدا ناں

موڑکھو

(تاریخ کے آئینے میں)

موڑکھو

(تاریخ کے آئینے میں)

شہزادہ تنویر الملک

گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور

جملہ حقوق محفوظ اُن

نام کتاب	موڑکھو (تاریخ کے آئینے میں)
مصنف	شہزادہ تنویرالملک
موضوع	تحقیق
کمپوزنگ	شہزادہ تنویرالملک
سرورق	ثاقب حسین
اہتمامِ اشاعت	محمد ضیاءالدین، چیف ایگزیکٹو کمیٹی، جی ایچ اے
سال اشاعت	2016ء
قیمت	-/1000 روپے
مطبع	گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور
پرنٹر	جی ایچ اے لیزر پرنٹنگ، پشاور
ISBN No.	978-969-687-088-6
ملنے کا پتہ	گندھارا ہندکو اکیڈمی، 2 چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن پشاور

گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور

2۔ چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن، پشاور

091-9218164,9218165

www.gandharahindko.com

انتساب

اپنے بابا شہزادہ فخر الملک فخرؔ

کے

نام

جن کی تربیت اور صحبت نے مجھے

اپنی زبان وادب اور وطن سے محبت

کا شعور بخشا۔

بآں گروہ کہ ازساغر وفامستند
سلام ما برسانید ہر کُجا ہستند

ترتیب

نمبرشمار	عنوانات	صفحات
1	ہک ضروری گل: محمد ضیاءالدین	ح
2	حرفِ آغاز :ڈاکٹر گوہر نوشاہی	خ
3	مقدمہ: محمد پرویش شاہین	د
4	وجہ تصنیف :شہزادہ تنویرالملک	ض
5	بابِ اول: موڑکھو	1-65
6	بابِ دوئم: تاریخ کا جھروکہ	66-104
7	بابِ سوئم :موڑکھو کے سیاسی خانوادے	105-123
8	باب چہارم: کھوتہذیب وثقافت	124-165
9	بابِ پنجم :یادگار زمانہ لوگ	166-191
10	بابِ ششم :موڑکھو کا اَدبی ورثہ	192-253
11	بابِ ہفتم :مستانے دیوانے	254-264
12	بابِ ہشتم : نظمِ زندگی	265-290

ھک ضروری گل

گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان، پشاور نے نہ صرف ہندکو زبان، ادب وثقافت کی ترقی کا کام کیا ہے بلکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس بورڈ نے ہندکو کے علاوہ صوبے میں بولی جانے والی ساری زبانوں کی ترقی کا کام تواتر سے کیا ہے۔ اب تک یہ بورڈ سات (7) فرنٹیئر لینگویجز کانفرنسز اور کے پی کے لینگویجز کانفرنس کرواچکا ہے۔ ابتدائی پہلی پانچ کانفرنسیں پشاور میں منعقد ہوئیں جن میں صوبے کی سب زبانوں کے نمائندہ افراد نے شرکت کی اور اپنے تحقیقی مقالے پیش کئے۔ علاقائی موسیقی اور مشاعرے میں شرکت کی۔ اس کے بعد بورڈ کے چیئر مین کی ہدایت پر کے پی کے لینگویجز کانفرنس بحرین، سوات میں منعقد کی گئی اور اس سلسلے کی ساتویں کے پی کے لینگویجز کانفرنس چترال میں منعقد ہوئی جس میں چترال میں بولی جانے والی تمام زبانوں اور ثقافتوں کی ترقی کی بات کی گئی۔ اس کانفرنس میں پُرمغز مقالے پڑھے گئے۔ کھوار اور چترال کی دیگر زبانوں کے شعراء نے اپنا کلام پیش کیا۔ چترال ورکشاپ منعقد ہوئی اور اس کے علاوہ بھرپور موسیقی کا پروگرام پیش ہوا۔ اسی پروگرام میں، میں نے گندھارا ہندکو بورڈ اور گندھارا ہندکو اکیڈمی کی طرف سے یہ اعلان کیا کہ ہندکو کے علاوہ دیگر علاقائی زبانوں کی ادبی اور تحقیقی کتابیں شائع کی جائیں گی اور اس سلسلے میں باقاعدہ معاہدے کے تحت یہ امور سرانجام دیئے جائیں گے۔ اسی معاہدے اور وعدے کے مطابق محترم جناب شہزادہ تنویر الملک کی تحقیق پر مبنی کتاب کی طباعت کی جا رہی ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس تحقیق سے چترال کی اہمیت اور ثقافت سے دنیا مزید روشناس ہوگی۔

محمد ضیاءالدین
جنرل سیکریٹری، گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان

حرفِ آغاز

شہزادہ تنویرالملک اوران کے خاندان کاتعلق چترال کی مٹی کے ایک ایک ذرے سے گوشت اورناخن کی طرح پیوست ہے ۔ یہ حقیقت ان کے والدکی تصنیف'' طاقِ نسیاں'' سے پوری طرح واضح ہے۔ چترال کے شاہی خاندان سے نسبت کے حوالے سے چترال سے محبت ان کے خون خمیر میں شامل ہے۔ چترال کی ثقافت، چترال کی معاشرت اور چترال کے عوام ان کی سوچوں کا محور ہیں۔

زیرنظرکتاب میں شہزادہ تنویرالملک نے سابق ریاستِ چترال کے ایک صوبے موڑکھو پرقلم اٹھایاہے، جہاں ان کے داداشہزادہ خدیوالملک گورنر رہے

تھے۔مصنف نے اس کتاب میں موڑکھوکی تاریخ،زبان،تہذیب وتمدن،اہم قبائل،مختلف ادوارکی نمایاں شخصیات اور یہاں کے اَدبی روایات کاتذکرہ دلچسپ پیرائے میں کیاہے۔اندازِ بیاں دلچسپ وشگفتہ اوراَدبی رنگ لیےہوئے ہےجس کے لیےوہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

یہ کتاب چترال کی تاریخ،تہذیب وتمدن اور یہاں کی اَدبی زندگی کی ایک ایسی زندہ تصویر کی حامل ہے جواس خطے کے ماضی، حال اور مستقبل دونوں کے حوالے سے وسیع امکانات کااحاطہ کرتی ہے۔میں اس کتاب کی تحریرپرشہزادہ تنویرالملک کوخراج تحسین پیش کرتاہوں اورامید کرتاہوں کہ چترال کی زمین اوراس پر موجودصدیوں پرانی تہذیب سے دلچسپی رکھنے والےلوگ اس کتاب کومفید پائیں گے۔

ڈاکٹرگوہرنوشاہی

اسلام آباد

مقدمہ

چترال، جوصوبہ خیبر پختونخوامیں واقع شمال کی طرف آخری مگرایک بہت بڑا ضلع ہے جس کا رقبہ چودہ ہزار آٹھ سو پچاس مربع کلومیٹر ہے جودو بڑے سب ڈویژنوں چترال اور مستوج میں منقسم ہے جبکہ اندرونی اورانتظامی طور پر یہ حسین وادی سات تحصیلوں میں بانٹی گئی ہے۔ چترال میں کئی مشہوراور وسیع وعریض وادیاں ہیں جن میں سے ایک حسین وجمیل اور ثقافت بھری وادی ''وادی موڑکھو'' ہے جوضلع چترال کی سب ڈویژن مستوج میں واقع ہے۔ چترال کی سرزمین اپنی گوناگون فطری رعنائیوں کی وجہ سے سیاحوں کی جنت کہلاتی ہے کیونکہ یہاں پروادی کلاش کے علاوہ کئی اوردلفریب ، دلکش اوردلکشاوادیاں موجود ہیں۔جنھیں دیکھنے کےشوق میں ہرسال ہزاروں سیاح چترال آتے ہیں۔اگرایک طرف عام سیاح یہاں کی حسین وجمیل وادیوں کی رعنائی، پولو کےکھیل اور بین الاقوامی شہرت یافتہ جشن شندور سے لطف اندوز ہونے کے لیے یہاں کارخ کرتے ہیں تو دوسری طرف ماہرین بشریات ،اَرضیات، نباتات، جنگلات ، کلاشیات،نسلیات ،معدنیات،فصلات،گلیشر ات، برقیات،شکاریات،ماحولیات،شاہراہیات اورآثارِقدیمہ کی بے پناہ دلچسپی کا حامل ہے۔ یہ دلکش خطہ اپنے حسن ورعنائی،علم وفن اورقدامت کی بناء پران ماہرین سے خصوصی توجہ اورخراج تحسین حاصل کرتا رہتا ہے۔

چترال تاریخ کےمختلف ادوار میں اندرونی اور بیرونی طور پرکئی ناموں سےمشہور رہا ہےجن میں چترال ،چترار،قاشقار،ناگمان ،کاشغرخورد، بولر،بلور، دردستان،کوہستان اورشی می زیادہ مشہور ہیں۔مقامی باشندےاپنی زبان کھوار میں اسےابھی بھی ''چھترار''ہی پکارتے ہیں،ان کا کہنا ہے کہ موجودہ نام چترال انیسویں صدی کےوسط سےاستعمال ہونا شروع ہوا،اصل لفظ''چھترار'' ہے جوچھتر (کھیت)اوررار کا مرکب ہے۔چھترار کامطلب ہے کھیت سے کٹا ہوا۔اس خطے میں انگریزی اوراُردو زبان کے رواج پانے کے بعد چھترار سےہی لفظ چترال بنا ہے۔

چترال برصغیر ہندوپاک کی صوبہ سرحد(خیبر پختونخوا) میں شامل ریاستوں میں سب سے قدیم ریاست تھی جوکہ ۱۸۹۵ء میں انگریزوں کے زیراثر آئی اورتقسیم ہند کے بعد یہ ریاست، پاکستان میں شامل ہوئی اور پھر ۱۹۶۹ء میں اس کی ریاستی حیثیت ختم کردی گئی اوراسے ایک ضلع کی حیثیت دی گئی۔قدیم وقتوں سے یہ ریاست پانچ صوبوں یا اضلاع میں تقسیم تھی اور ہر حصے کا نائب حکمران گورنر کہلاتا تھا۔نئے انتظامی بندوبست کے تحت ابتدأ یہ ریاست دواضلاع چترال اور مستوج میں تقسیم کرلی گئی لیکن بعد میں نامعلوم وجوہ کی بناء پر مستوج کا ضلع ختم کرکے اسے ضلع چترال کا سب ڈویژن قرار دیا گیا۔چترال کے اہم اورسیاحتی مقامات میں دروش، چترال خاص،گرم چشمہ، دراسن، بونی ،مستوج ،شندور، بروغیل ، وادی کالاش،مدکلشٹ زیادہ مشہور ہیں۔

چترال میں مختلف نسلوں ،قومیتوں اورقبیلوں کے لوگ رہتے ہیں اور ہرایک اپنی ایک جداگانہ ثقافت،کلچراوررسم ورواج رکھتے ہیں۔جہاں مختلف خاندانوں
سے تعلق رکھنے والی زبانوں ،زبانچوں، بولیوں اورلہجوں کے ندی نالے بہتے ہیں، جہاں زبانوں کا ایک جنگل آباد ہے اور جوایک زندہ وتابندہ لسانی چڑیا گھر ہے ۔یہ قدیم نسلوں ،قبیلوں ،زبانوں اوردیگرعلوم وفنون کی کارآمد اشیا کا ایک قدیم عجائب گھر ہے جوجغرافیائی طور پر سلسلہ کوہ ہندوکش کے دامن میں واقع ہے جس کے بارے میں ناروے کے مشہور ماہرلسانیات ونسلیات جارج مارگنسٹرین(George Margensterne) نے کہا تھا کہ The Most Polyglot Corner of the whole Hindu Kush region.
ان مختلف النسل اورمختلف الانسل زبانوں کے بارے میں اٹلی کے مشہور ماہرلسانیات ونسلیات پروفیسر ڈاکٹر البرٹو کاکوڈو(Alberto Kakodo) نے لکھاہے کہ
Constitutes a Seperate and well defined Community,each with its own political and relegious leader,its own Social organization and identity.

جبکہ یہاں کے لوگوں،زبانوں اور یہاں کے باشندوں کی طرز زندگی کے بارے میں جرمنی کے مایہ نازاور بے بدل عالم پروفیسر کارل جٹمار(Jetmar) کا کہنا ہے کہ

The dominated ethnic element in these valleys are speakers of the kafir and Dardic languages,belonging to the Indo-Aryan Stock and Sharing Such relegious traditions as we know them, from the Auesta and vedic Texts.

موصوف ،جنہوں نے اپنی زندگی کے پچاس سال ان علاقوں میں رہنے والی نسلوں ،زبانوں ،روایات، مذاہب اورقدیم آثار کے بارے میں تحقیق پرصرف کیے۔وہ اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ

As a lost Paradise for ethnology, here is a Musium full of important objects from the Hindu Kush for ages ,this area has been a heaven of refuge for tribes from fertile and in visitng facilities.

یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں قدیم آریاؤں کی زبانوں اورنسلوں کا راج ہے اوران ہی علاقوں میں جدیدخطوط پر تحقیق سے ابتدائی اورخالص آریاؤں کی اصل نسل،رسم ورواج اورزبانوں کا اتہ پتہ لگایا جاسکتا ہے۔جو آریا ان علاقوں سے نیچے میدانی علاقوں پنجاب ،سندھ ،گنگا اور جمنا کی وادیوں کی طرف کوچ کر کے گیے ہیں،اب وہ ان خالص آریاؤں کے صرف عکس (فوٹو کاپی)رہ گیے ہے۔اب ان کی زبانیں اوران کی نسلیں انڈیا اور دیگر میدانی علاقوں کی اقوام کے ساتھ خلط ملط ہوچکی ہیں اس لیے اب نہ وہ خود خالص آریائی نسل رہ گئی ہیں اور نہ ان کی زبانیں خالص آریائی زبانیں رہ گئی ہیں۔ان کے پاس وہی وید ہے جن کی اصل کاپی ان پہاڑی درے، دُرون میں رہ گئی تھی۔

اب جدید تحقیق کے مطابق ماہرین ان اصلی آریاؤں ،ان کی اصل مزر بوم اوران کی اصلی زبانوں کی تلاش ہندوکش کے ان دروں دُروں میں ڈھونڈ تے

ہیں۔اس بارے میں ایک محقق پروفیسر جی فیلڈ فریڈرک(G.field frederic)جیسے متبحر عالم کا یہ کہنا ماہرین کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ

Aryans no longer Exist yet a distant Murmur of their lost language

likes still spoken by a tribes of in Hindu kush.

چترال میں موجود چھوٹی بولیوں ،زبانچوں اور لہجوں کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے بھی چودہ پندرہ مختلف نسلوں اور خاندانوں کی زبانیں بولی جاتی ہیں جن میں ایک زبان کھوار بھی ہے جو نہایت قدیم اور چترال میں بولی جانے والی زبانوں میں سب سے بڑی اور لکھت پڑھت کی زبان ہے جو ریاستِ چترال کی اندرونی طور پر سرکاری زبان رہ چکی ہے۔ یہ ایک قدیم اور بالا دست قبیلہ کھو کی زبان ہے جو تحریری اَدب کے علاوہ فوک لور(Folk lores) کے لحاظ سے ایک توانا، زندہ اور بھرپور زبان ہے۔

چترال میں موڑکھو جیسا علاقہ جو کہ چترال کی سیادت ،حکومت ،زبان اور کلچر کے لحاظ سے چترال کے حسین ماتھے کا جھومر ہے لیکن قدیم وقتوں سے یہ خالص اور قابل ستائش وادی موڑکھو اس طرح اپنا مقام اور حیثیت نہ پاسکی جس کی وہ حقدار تھی کیونکہ کسی نے بھی اس کی تاریخی ،سماجی ،جغرافیائی ،لسانی اور انتظامی حیثیت سے پردہ نہیں اٹھایا تھا اور یہ وادی ایک کنواری اور حسین دوشیزہ کی طرح چادر کے اندر لپٹی ہوئی تھی کہ آخر کار اس کے ایک بھومی زادہ سپوت شہزادہ تنویر الملک ایڈووکیٹ کی نظریں اس وادی کی اس محرومی اور اہمیت پر پڑیں۔انہوں نے اس کی نقاب کشائی کی اور بھرپور طریقے سے اس کے سارے خدوخال ظاہر کردیے۔

چترال کا شاہی خاندان صرف بادشاہت ،سیاست اور بہترین نظم ونسق کا خاندان نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قلم اور کتاب کا شہسوار بھی رہا ہے۔اس خاندان کے بیدار مغز حکمرانوں نے یا تو خود لکھا یا اپنی سرپرستی میں دوسروں سے لکھوایا۔جن کا یہ کام چترال سے متعلقہ مختلف جہتوں پر آج تک ایک سند کا درجہ رکھتا ہے۔اس خاندان کے شہزادہ حسام الملک جیسے محقق کے بے پناہ اور مستند کام کا آج بھی ملکی اور غیر ملکی لکھاری حوالہ دیتے ہیں۔ان کے بارے میں پروفیسر کارل جتمار کا یہ قول کہ

Hassam-ul-Mulk , Notes is history , personal , very Subjectible , description of thePolitical and Social System of Chitral.

سند کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ بھی ایک قابل ستائش بات ہے کہ مہترانِ چترال نے اندرونی طور پر چترال کے وسیع وعریض علاقے کو بزورِ شمشیر نہیں بلکہ آپس کے مذاکرات ،صلح جوئی اور ٹیبل ٹاک(Table Talk) کے ذریعے ایک جھنڈے تلے یکجا کردیا،ان کی اس کامیاب سیاسی بیدار مغزی کے بارے میں انگریز مئورخین کی

رائے ہے کہ

we do not know when the countrywas first united in to one State but the unification was certainly Connected with the Expansion of the khos towards the South.

"The kho do not give the impression of being a specially war like race and it seems probable that they have acquired their present position as the result of a better political organization than that of the neigbering tribes and not only through prowess in war.

چترال کی تاریخ میں دو وادیاں اپنی گونا گون خصوصیات کی وجہ سے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں جن کے بارے میں ایک صدی قبل ناروے کے ایک نامور ماہرلسانیات وبشریات پروفیسر جارج مارگنسٹرین کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ

Khowar, It is the language used by theruling family and for all area official Communications.Khowar means the language of the kho tribe,which has its home in the northern part of the State in the valleyCalled Mulikho and Turikho ,the lower and upper kho (valley).

شاہی خاندان کے ایک نوجوان شہزادہ تنویرالملک کی یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے ان قدیم اوراہمیت بھری وادیوں میں سے ایک وادی موڑکھو پر ہے ،جس کے اردگرد پوری چترال کی تاریخ گھومتی ہے۔تنویرالملک جوایک شہزادے ہیں ،ایک معروف وکیل ہیں نہایت ملنسار اور مہمان نواز شخصیت ہیں ۔ چندسال قبل ان سے میری ایک اتفاقی ملاقات چترال بار میں ہوئی ،شکر ہے کہ وہ میرے کچھ تحریری کاموں کی وجہ سے میرے نام سے واقف تھے ۔اس پہلی ملاقات میں شہزادہ تنویر کی کرم نوازی ،انسان دوستی ،اَدب پروری نے مجھ پر گہرا اثر چھوڑا ،پھر وہ مجھے انجمن ترقی کھوار کے دفتر لے گیے اور وہیں پر بڑے اچھے عالم وفاضل دوستوں سے ملاقات ہوئی ۔شکر ہے شہزادہ صاحب کی بے پناہ محبتوں کی وجہ سے آج تک ان کے ساتھ دوستانہ مراسم بڑے سرگرم ہیں ۔ابتدامیں تو میں انھیں ایک شہزادہ ،ایک وکیل اورایک اچھا مہمان

نواز بندہ سمجھ بیٹھا، چند دِن پہلے ان کا فون آیا اور خوشخبری سنادی کہ انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے اور اس پر میری رائے لینے کی خواہش رکھتے ہیں۔

لوجی پھر کتاب آ پہنچی، کافی عرصہ کے بعد بارش آئی ہوئی تھی۔ سخت ٹھنڈ پڑ رہی تھی، کچھ دیر میں برف بھی پڑنے والی تھی اور میں دیوانہ ! خدا سے اسی قسم کا موسم مانگا کرتا ہوں۔ آگ کا آلاؤ جل رہا تھا اور کمرہ خوب گرم تھا، میں شہزادہ تنویر کی کتاب پڑھنے لگا جس کے ہر صفحے پر دل سے بے اختیار شہزادہ صاحب کے لیے واہ، واہ، آفریں اور شاباش کے کلمات نکلتے رہے۔ میں خود اس قسم کے باریک اور مستند کاموں کی تلاش میں رہا کرتا ہوں کیونکہ درحقیقت اس قسم کے کام کسی بھی معاشرہ کی سماجی زندگی کی کنجی ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس معاشرے اور مقام کے سارے خدوخال قاری کے سامنے آتے ہیں۔ آج کل کے تحقیقی کاموں میں اس قسم کے کام کو خوب داد اور پذیرائی ملتی ہے۔

شہزادہ تنویر کا تعلق ایک طرف شاہی خاندان سے ہے، دوسری طرف یہ علاقہ ان کے آباء واجداد کا پیدائشی گھر ہے اس لیے ان کے پاس سنی سنائی ہوئی باتیں، روایات، اقوال بھی زیادہ ہوں گے اور دوسری طرف انہوں نے اپنے وسیع مطالعے کی روشنی میں بہت بڑا مواد کھنگال ڈالا ہے۔ جن کی وجہ سے ان کے اس تحریری کام نے ایک مستند حوالہ جاتی ماخذ اور مواد کا درجہ پایا ہے۔ انہوں نے یہ کام کتنے وقت میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا، کتنی محنت کی ہوگی، کتنا پسینہ بہایا ہوگا کیونکہ اس قسم کے کام بڑے صبر آزما اور مشکل ہوتے ہیں۔ گویا چیونٹیوں کے منہ سے گری ہوئی شکر دوبارہ جمع کرنا ہے اور صرف جمع ہی نہیں کرنا بلکہ اس سے ایک لذیذ مٹھائی بنا کر ایک طشت میں سجانا بھی ہوتا ہے۔ شہزادہ صاحب اپنے اس پرخلوص کام میں کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے ''موڑکھو'' کی تاریخ، تہذیب، اَدب، روایات، سماجی زندگی کے دیگر عام اور اہم کاموں کو ایک وِڈیو کیمرے کی طرح اپنی آنکھوں میں سما دیا ہے۔ اس قسم کے دقیق کام صرف انگریز لوگ ہی کیا کرتے تھے جسے بعد میں وہ ''گزیٹیئر'' کے ناموں سے چھپوایا کرتے تھے جن کے آج کل ہم سب ریزہ خوان ہیں۔

کھو ثقافت ایک جاندار ثقافت ہے اور پھر موڑکھو اس ثقافت کی عمارت کی شہتیر ہے۔ یہ کھو علاقہ نہ صرف جلاوطن شہزادوں، امراء اور دیگر افراد کی پناہ گاہ رہی ہے بلکہ آس پاس کی علاقائی ریاستیں دیر، سوات

،تناول ، بدخشان ،گلگت اور یاسین کی ریاستوں کے سربراہاں، چترال کے فرمانرواؤں کے ساتھ رشتے اس لیے قائم کرتے تھے تا کہ ان کی سیاسی اور شاہی پوزیشن مستحکم ہو سکے۔

شہزادہ تنویر کے خاندان میں اور بھی بہت سی قابل ستائش علم و فن سے متعلق شخصیات کے علاوہ خود ان کے والد گرامی شہزادہ فخرالملک فخرؔ بھی چترال کے ایک صاحب طرز اَدیب اور ایک صاحب کتاب شخصیت گذرے ہیں جنھیں زبان واَدب اور کھوار شاعری کے حوالے سے چترال میں ایک ممتاز اور بلند مقام حاصل ہے۔ شہزادہ تنویر الملک نے اس خاندانی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک قابل ستائش کارنامہ ''موڑکھو'' کی صورت میں انجام دیا ہے۔

شہزادہ صاحب نے اپنی اس کاوش میں دنیا جہاں کے موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے جس پر تبصرہ کرنا بھی کارے دارد والی بات ہے۔ انہوں نے اپنے اس انسائیکلو پیڈیائی کام میں موڑکھو کے قلعہ جات، کلاش کے قدیم آثار، پہاڑی درے، گذرگاہیں، گرم چشمے، مقامی پھول، اَدویاتی پودے، معدنی ذخائر، سیاحتی مقامات، شکارگاہیں، پرندے، کوہ پیمائی، مختلف جشن، تہوار، خانقاہیں، مزارات، علماء، ادیب، شعراء مختلف قبائل، سیاسی خانوادوں، ریاستی عہدوں، عہدہ داروں، قدیم تاریخ، عام خاندانوں، ریاست کے ذرائع آمدن، تہذیب وثقافت، غمی وخوشی کے رسوم، منگنی، شادی بیاہ، پیدائش، خاندان، چراگاہوں، گلہ بانی، شکاریات، تیراکی، باز پروری، روایتی کھیل، توہمات، روایتی ہنر اور پیشے، صنعت سازی، پانی کی تقسیم کے رواجی طورطریقے، یادگارِ زمانہ لوگ، غرض سماجی زندگی کا کونسا پہلو ہے جو اس کتاب میں زیر بحث نہیں لایا گیا۔ یقیناً یہ ایک اچھی کوشش ہے اور میں اسے کتابی صورت میں اپنے ہاتھوں میں دیکھنے کا متمنی رہوں گا۔

آج دنیا ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے، یورپ، امریکہ اور جرمنی کے ماہرین اس قسم کے کاموں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ شکر ہے خدا کا، کہ ان کو ملاکنڈ ڈویژن کے ان پہاڑوں سے ایک اچھی دستاویز مل رہی ہے۔ اب شہزادہ تنویر کی صورت میں انگریز محققین کو ایک اور حسام الملک، ایک اور اتھارٹی مل رہی ہے۔ اہل وطن اور اہل علاقہ شہزادہ تنویر کی اس کاوش کو کس نظر سے دیکھیں گے، وہ تو میں پہلے سے جانتا ہوں لیکن اہلیاں یورپ و امریکہ اس کو موتیوں کے مول اپنائینگے اور مجھے کامل یقین ہے کہ کہیں نہ کہیں سے اس کا انگریزی ترجمہ بھی سامنے آئے گا کیونکہ یہ ایک ہمہ جہت پہلو رکھنے والی کتاب ہے، جس میں ہر متلاشی کو اپنے موضوع اور

اپنے کام کی چیز اور مواد مل سکے گا۔ اورتو اور آج کل قدیم تاریخ اور تہذیب کے سوُتے معلوم کرنے کے لیے ناموں (places Names) اور رنگوں (Colours) اور گنتی (Numerical) کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور اس بارے میں مایہ ناز محقق پروفیسر کارل جٹمار نے چترال ہی میں کہا تھا کہ

Almost as fruitful as Excavation is the Collection and Comparison of the ancient names of ruins and Mountains,of Settlement , feilds and Meadows.

شہزادہ صاحب سے یہ اہم چیزیں اوجھل نہیں رہی ہیں اور انہوں نے اپنی اس قابل ستائش کاوش کو ایک قسم کی نئی دستاویز کی حیثیت دی ہے۔ شہزادہ تنویر نے تواب کی بار جمی برف میں راستہ بناڈالا ہے، اس لیے اب انھیں رکنا نہیں ہوگا بلکہ اس قسم کے سودمند کاموں کے لیے آگے بڑھنا ہوگا تاکہ ان کی عالمانہ اور محققانہ ''اتھارٹی'' اور بھی مستحکم ہوسکے اور چترال کی قدیم تاریخ اور سماجیات کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ قارئین اس خطے کی سماجی زندگی کی خوشبو سے معطر جان ہوسکیں۔

میں اس قابل تحسین تخلیق پر شہزادہ تنویرالملک صاحب کو دِلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مجھے میرے ادھورے کاموں کے باوجود اس قابل سمجھا کہ میں ان کی کتاب پر اپنی رائے لکھوں اور ان کی اس کاوش کی وجہ سے سرخرو اور امر ہوسکوں۔ اس نسبت چاہے میری رائے کتنی بھی ادھوری کیوں نہ ہو اور اگر اس نسبت انصاف کا حق اَدا نہ کرسکا ہوں جو اس شاہکار کو ملنا چاہئے تھا تو اسے میری علمی کمزوری پر محمول فرمایا جائے ورنہ اس قسم کے کاموں کو جو جان گسل کام ہوتے ہیں، میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کیونکہ کسی قوم، معاشرہ، دھرتی وغیرہ کو جاننے کے لیے معاشرہ کے اندر جھانکنا پڑتا ہے اور قدیم کو جدید سے ملانا پڑتا ہے۔ اسی کو صاحبان بصیرت تاریخ، کلچر، اَدب، انتھروپالوجی، سوشیالوجی اور زبانی اَرکیالوجی کہتے ہیں۔ چترال کی تاریخ، کلچر اور زبان واَدب کے حوالے سے اب تک جو کام ہوا ہے میری رائے میں یہ کتاب اس میں ایک خوبصورت اور وقیع اضافہ ہے۔

محمد پرویش شاہین
ڈائریکٹر، لینگویجز ریسرچ سنٹر، منگلور، سوات

وجہ تصنیف

چترال کی تاریخ سے دلچسپی مجھے ورثے میں ملی ہے۔ چونکہ اس خطے کی تاریخ پر میرے اولوالعزم اسلاف کے بڑے گہرے نقوش واثرات ثبت ہیں اوران نقوش واثرات کی صورت گری میں ان کے شانہ بشانہ اس خطے کے غیور باسیوں اور بہادر قبائل کا قابل قدر حصہ رہا ہے۔ چترال کی تاریخ کے مطالعے اور اس خطے کی تاریخ سے واقف اہل دانش اور بڑے بوڑھوں کی گفت وشنید سے یہ دلچسپ حقیقت سامنے آتی ہے کہ چترال کی تاریخی ،سیاسی ،سماجی ، معاشرتی ،ثقافتی اوراَدبی سرگرمیوں کو جلا بخشنے میں سرزمین موڑکھو کا نہایت نمایاں حصہ رہا ہے۔تاریخ کے ہر دور میں اس سرزمین کے باسی اس خطے کی سیاست پر چھائے رہے۔صدیوں تک چترال کو حکمران، وزراء اور جرنیل اسی سنگلاخ سرزمین سے میسر آتے رہے جنہوں نے تنگ گھاٹیوں میں گھری چترال کی اس ننھی منھی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت اپنے لہو سے کی اوراس کی عزت وحرمت پر آنچ نہ آنے دی۔

یہاں کے میدانِ اَدب میں بھی موڑکھو کے شہسوار صدیوں جولانیاں کرتے رہے۔ چترال کے ابتدائی دور کے کھوار اور فارسی گوشعراء جنہوں نے اس خطے

میں اَدب کی راہیں متعین کرنے میں خضرراہ کا کام کیا ،کا تعلق بھی موڑکھو سے تھا جن میں سے اتالیق محمد شکور غریبؔ اور مرزا محمد سیرؔ کے اسمائے گرامی محتاج تعارف نہیں۔

اس کتاب میں زبان واَدب کے باب میں کچھ ایسے نام شامل ہیں جن کی شخصیت اور شاعری زمان ومکان کی قید سے ماوراء ہیں لیکن چونکہ وہ سرزمین موڑکھو کی مٹی کی پیداوار ہیں اس لیے موڑکھو کے حوالے سے ان کا ذکر ہوا ہے ۔ان کے علاوہ چند ایسے شعرا کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جن کا اگرچہ سرزمین موڑکھو سے براہ راست تعلق نہیں ہے لیکن انہوں نے کئی برس یہاں رہتے ہوئے تلخابہ حیات کا مزا چکھا تھا جس سے ان کی شاعری میں مزید پختگی اور نکھار پیدا ہوئی س لیے قیام موڑکھو کے حوالے سے ان کا تذکرہ ناگزیر تھا۔

سرزمین موڑکھو کے حوالے سے اس حقیقت کے اِدراک کے بعد میں نے ارادہ باندھا کہ میں موڑکھو کی عظمت رفتہ اور یہاں کے باسیوں کی قابل فخر روایات اور شاندار ماضی پر قلم اٹھاؤں ،اس شاندار ماضی پر جو وقت کی گرد تلے دب چکا ہے۔میرے اجداد کی جنم بھومی ہونے کے ناطے میری اس سرزمین سے محبت وعقیدت اور جذباتی وابستگی فطری امر ہے۔سرزمین موڑکھو اور یہاں کے باشندے ہمیشہ سے میرے دِل کے قریب رہے ہیں۔غالبؔ کے اس شعر کے مصداق کہ

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

اگرچہ میری زندگی کے بیشتر ماہ وسال موڑکھو سے باہر گذرے ہیں لیکن دِل ہمیشہ موڑکھو ہی میں اٹکا رہا ہے۔اس لیے اس موضوع پر لکھتے ہوئے میں نے اس بات کی سعی کی ہے کہ یہاں کی زندگی کا کوئی گوشہ تشنہ نہ رہ جائے تاہم اس حوالے سے قارئین کو کوئی کمی نظر آئے تو اس کی نشاندہی اور رہنمائی فرمائیں تاکہ آئندہ ان کمی خامیوں کو دور کیا جاسکے۔

اس کتاب میں دی گئی بیشتر معلومات مستند کتب، رسائل اور ریاستی دور کی اہم دستاویزات سے اخذ کی گئی ہیں اور کچھ چترال کے طول وعرض میں پھیلے مختلف شخصیات سے کئی برسوں کی نشستوں کا حاصل ہے جن میں سے بہت سے حضرات اب اس دنیا میں نہیں رہے۔میں ان تمام احباب کا دِل کی گہرائیوں سے شکرگذار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تصنیف کے سلسلے میں میری رہنمائی اور مدد فرمائی خصوصاًاپنے مشفق استاد جناب مکرم شاہ صاحب کا مشکور وممنون ہوں کہ انہوں نے نہ صرف اس موضوع کو سراہا بلکہ اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا اور مختلف موضوعات کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے پر زور دیا۔میں برادرعزیز مولا نگاہ نگاؔہ کا ازحد شکرگزار ہوں کہ انہوں نے نہ صرف موضوع کے حوالے سے قابل قدر معلومات بہم پہنچائیں بلکہ مسودے پر نظرثانی کرکے جملہ کمی خامیوں کی نشاندہی کی۔میں پروفیسر ہدایت الاسلام پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج بونی مستوج کا بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے موڑکھو کے حوالے سے لکھے اپنے مقالے سے استفادہ کا موقع دیا۔میں گرامی قدر جناب پروفیسر اسرارالدین صاحب کا بھی تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں کہ انہوں نے نہ صرف میری حوصلہ آفزائی فرماتے ہوئے مفید مشوروں سے نوازا بلکہ موضوع

کے حوالے سے بعض نہایت قیمتی تحقیقی مواد بھی بہم پہنچائے۔ میں برادرم محمد عرفان کا بھی شکرگذار ہوں کہ انہوں نے موضوع کے حوالے سے بعض اہم تحریری موادعنایت فرمائے۔ میں اپنے استادمحترم جناب ڈاکٹرعنایت اللہ فیضی صاحب کا بھی مشکورو ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تدوین وترتیب کے سلسلے میں رہنمائی فرمائی۔

میں پاکستان کے نامور محقق اوردانشور مخدومی جناب ڈاکٹر گوہرنوشاہی صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی بے پناہ علمی مصروفیات سے وقت نکال کر اس کتاب کے بارے میں مختصراور جامع رائے ''حرفِ آغاز'' کےعنوان سے تحریر کیا۔ میں خیبر پختونخوا کے نامور محقق،ادیب اور ماہرلسانیات محترم جناب محمد پرویش شاہین صاحب کا دِل کی گہرائیوں سے شکرگذار ہوں کہ انہوں نے نہ صرف میری اس کاوش کوسراہتے ہوئے اس کتاب پرنہایت جامع اورخوبصورت ''مقدمہ'' تحریر کیا بلکہ بعض اہم موضوعات کی نشاندہی بھی فرمائی جن کے اضافے سے اس کتاب کی وقعت میں اضافہ ہوا۔

میں ان تمام اصحاب کے حق میں دُعا گو ہوں جواب اس دنیا میں نہیں رہے لیکن ان کی فراہم کردہ زرین معلومات صفحہ قرطاس پرمنتقل ہوکراس کتاب کی زینت بنیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے جواررحمت میں جگہ دےاورروزحشران سب کواپنی مہربانیوں اوررحمتوں سے نوازے۔ آمین

اس کتاب کی تصنیف کے سلسلے میں مختلف احباب نے جس قسم کی بھی مدد بہم پہنچائی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی وناصر ہو۔

شہزادہ تنویرالملک
کاشانہ فخر، دراسن موڑکھو